وقف بل: راجیه سبها سلکٹ کمیٹی کی رپورٹ میں غفلتیں

ڈاکٹر سید ظفر محمود

جناب سیف الدین سوزکے زیر قیادت راجیه سبها کی سلکٹ کمیٹی نے ۱۷ دسمبر ۲۰۱۱؁ کو وقف بل ۲۰۱۰؁ پر اپنی رپورٹ پیش کر دی هے۔سلکٹ کمیٹی نے سچر کمیٹی کی ۲۰۰٦؁ اور جے۔پی۔سی۔ برائے اوقاف کی ۲۰۰۸؁ کی رپورٹوں میں دی گئی متعدداهم سفارشات جنهیں وقف بل ۲۰۱۰؁ میں وزارت برائے اقلیتی امور نے نظر انداز کر دیا تها انهیں بل میں شامل کئے جانے کی پیروی کی هے۔ اس کے لئے سلکٹ کمیٹی کے اراکین خراج تحسین کے حقدار هیں۔ اب ان متعدد عمده سفارشات میں سے کس کس میں وزارت اقلیتی اموراور وزارت قانون پهر روڑے اٹکا دیتی هیں اس پرملت کے اکابرین کیلئے عقابی نظر رکهنے کی سخت ضرورت هے۔ ان سفارشات کا نکته وار بیان میں انشاء اللّٰه اپنے اس مضمون کی تیسری قسط میں کروں گا ۔واضح رهے که یهاں وزارت کے در اصل مطلب هیں وزارت میں تعینات دو‘تین افسرشاه جو هندوستان کے سوله کروڑ مسلمانوں کی پانچ لاکھ وقف املاک کی قسمت کا فیصله اپنے قلم کی ایک جنبش میں کر دیتے هیں۔

فوری طور پر یه بات غور طلب هے که جے۔پی۔سی۔ برائے اوقاف اور سچر کمیٹی کی کون کون سی اهم ترین سفارشیں راجیه سبها کی سلکٹ کمیٹی کی رپورٹ میں نهیں شامل هیں۔پته چلا هے که ان قوت بخش نکتوں‌کے سلکٹ کمیٹی کی رپورٹ میں شامل نه کئے جانے کے پیچهے بهی وزارت اقلیتی امور و قانون کے افسران کے وه اعتراضات هیں جن پر وقت کی کمی کی وجه سے سلکٹ کمیٹی میں ضروری تحقیق و مطالعه نهیں هو سکا اور اس طرح متعلقه قانونی شواهد کے ذریعه ان کی جڑ تک پهونچ کر اعتراضات کو ردّ نهیں کیا جا سکا۔ اوقاف کے استحکام اور ان کے موئثر افادیت پر سچر کمیٹی اور جے۔پی۔سی۔ کی ان بیش قیمت تجاویز کے گهرے اور دیر پا اثرات هونے هیں اور اگر ابهی ملت نے انکی طرف بهرپور توجه نهیں کی تو صدیوں تك اوقاف کا نظم خامیوں اور غفلتوں کا شکار رهے گا۔

جے۔پی۔سی۔ برائے اوقاف اور سچر کمیٹی دونوں نے سفارش کی تھی کہ اوقاف کے امور میں افسرشاھی کی بیجا مداخلت کو روکا جائے۔ بجائے اس سفارش کو وقف بل میں شامل کرنے کے وزارت اقلیتی امور نے بل میں اس کا الٹا کر دیا۔اس نے وقف قانون کے سکشن ۵٦ میں ایک نئی شق ڈال دی جس کی رو سے ایک سال سے زیادہ جو بھی لیز دینی ھو اس کی تجویز وقف بورڈ صوبائی حکومت کو بھیجے جھاں پینتالیس دن کے اندر کوئی بھی فیصلہ ھوسکتا ھے۔ اس طرح وقف بورڈوں کی خودمختاری کا بھدّا مذاق اڑایا گیا ھے۔دوئم' وقف سروے کمشنر کی تقرری ھو یا نہ ھو موجودہ قانون میں صوبائی حکومت کیلئے اس بابت گنجائش ھے۔سچر کمیٹی نے کھا کے اس تقرری کو لازمی کر دیاجائے۔ جے۔پی۔سی۔ نے کھا کہ وقف املاک کے آئندہ سروے میں ان تمام اوقاف کو شامل کیا جائے جو ۱۵ اگست ۱۹٤٧ کو موجود تھیں۔ لیکن ان دونوں سفارشوں کو وزارت اقلیتی امور نے بل میں جگہ نھیں دی اور اب راجیہ سبھا کی سلکٹ کمیٹی کی رپورٹ میں بھی ان کا کوئی ذکر نھیں ھے۔

سنٹرل وقف کائونسل کا چئیرمین وزیر ھی ھوتا ھے۔ جب سے کائونسل بنی ھے تب سے اب تک ھمیشہ یہ دقّت رھی ھے کہ دیگر اھم مصروفیات کی وجہ سے آج تک کوئی بھی وزیر کائونسل کے کام کی طرف کبھی بھی اتنی توجہ نھیں دے سکا جو ھندوستان کی پانچ لاکھ وقف املاک کی بھرپور نگھبانی کا حق ھے۔ اسلئے سچر کمیٹی نے کھا کہ کائونسل کا چئیر مین کل وقتی ھو جو کہ کوئی ھائی کورٹ کا رٹائرڈ جج' کسی یونیورسٹی کا سابق وائس چانسلر' کسی وقف بورڈ کا سابق سربراہ وغیرہ ھو سکتا ھے۔ وقف قانون میں سنٹرل وقف کائونسل کے سکریٹری کی لیاقت اور حکومت ھندکی افسرشاھی میںاس کے رتبہ کا کوئی ذکر نھیں ھے۔قانون سازی سے متعلق اس غفلت کی وجہ سے سنٹرل وقف کائونسل کے سکریٹری کا حکومت ھند کے گلیارومیں وہ رعب و دبدبہ نھیں ھوتا جس کی وجہ سے تمام افسرشاھی میں اس کا اقبال سر چڑھ کے بولے۔ لھٰذا سچر کمیٹی نے کھا کہ کائونسل کے سکریٹری کا رتبہ کم سے کم حکومت ھند کے جوائنٹ سکریٹری کا ھو جو کہ وزارتی شعبہ کا سربراہ تسلیم کیا جاتا ھے ۔ اس کا لکھا ھوالفظ کم سے کم ڈائرکٹر کی سطح تک حکومت کاکو ئی افسر نھیں کاٹ سکتا ھے۔ ان دونوں تجاویز کی بابت بھی وزارت اقلیتی امور نے بل میں کوئی ذکر نھیں کیا اور راجیہ سبھا کی سلکٹ کمیٹی کی رپورٹ نے بھی اس لغزش پر ردِّعمل نھیں کیا۔

ھندوستان میں اٹھائیس وقف بورڈ ھیں۔ ھر بورڈ میں جو شخص روز آٹھ گھنٹے سے زیادہ کام کرکے

بورڈ کے تمام شعبوں کی انتظامی راہبری کرتا ہے وہ ہے سی۔ای۔او۔ ۱۹۵٤ سے آج تک وقف قانون میں لکھا ہے کہ سی۔ای۔او ۔ مسلمان ہوگا۔لیکن٬ اس کے علاوہ اس کی تعلیمی لیاقت اورصوبائی حکومت میں اس کے رینک کا کچھ ذکرقانون میں نہیں ہے۔جے۔پی۔سی۔ اور سچر کمیٹی دونوں نے پورے ملک میں گھوم کے پتہ لگایا کہ عموماً صوبہ میں مسلمان افسر ملتے ہی نہیں ہیں۔ لہٰذا اکثر جونئر اورنا اہل لوگ وقف بورڈ کے سی۔ای۔او بنا دئے جاتے ہیں۔ اسلئے سچر کمیٹی نے کہا کہ ملک میں اوقاف کے نظام کیلئے ایک الگ سروس کاڈر (خصوصی تربیت یافتہ کلیدی عملہ) بنا دیا جائے ۔مقام افسوس ہے کہ وزارت اقلیتی امور کے دو٬تین افسروں نے بغیر کسی تحقیق کے طے کر لیا کہ ایسا نہیں ہونے دینا ہے۔ اوپری سطح پر اس معقول سفارش پر ضروری غور نہیں ہوا۔ ساتھ ہی اوقاف سے متعلق افسروں اور اسٹاف کی وقتاً فوقتاً تازگی بخش ٹریننگ کیلئے قومی وقف اکیڈمی کی تشکیل کی بابت بھی وزارت نے کوئی کاروائی اب تک نہیں کی ہے اور راجیہ سبھا کی سلکٹ کمیٹی کی رپورٹ میں بھی اس کا ذکر نہیں ہے۔ ان نکاۃ پر زیادہ تفصیل اس مضمون کی اگلی قسط میں پیش کی جائے گی۔

تعلیمی ادارے اور اسپتال وغیرہ بنانے کیلئے کیونکہ وقف املاک کی لیز کی تین سال کی مدت کم پڑتی ہے اسلئے سچر کمیٹی نے سفارش کی کہ اگرکوئی رجسٹرڈ ٹرسٹ یا رجسٹرڈ سوسائٹی اس بابت درخواست دے تو ضروری تحقیق کے بعد اس کو وقف جائداد تیس سال تک کی لیز پر دی جا سکتی ہے۔ اس کے برخلاف وقف بل میں وزارت اقلیتی امور نے اس سلسلہ میں لکھ دیا کہ ایسی لیز کسی کو بھی دی جا سکتی ہے٬ ضروری نہیں کہ درخواست دھندہ رجسٹرڈ ٹرسٹ یا رجسٹرڈ سوسائٹی ہی ہو۔ اس طرح وقف املاک کے غلط استعمال کے مزید دروازے کھل جائیں گے۔ اس کے علاوہ وزارت کے ذریعہ تیارشدہ بل میں یہ بھی ہے کہ ذاتی تجارتی استعمال کیلئے بھی پندرہ سال تک کی لیز دی جا سکتی ہے جس کیلئے ضابطہ بنانے کا اختیار حکومت نے اپنے پاس رکھنے کی تجویز دی تھی۔ ضابطہ بنانے کے سرکاری اختیار سے متعلق تو راجیہ سبھا کی سلکٹ کمیٹی نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے لیکن بل میں بنیادی اہم غفلت کا سلکٹ کمیٹی نے ذکر نہیں کیا اور اس نے تیس سال کی لیز کیلئے درخواست دھندہ کے رجسٹرڈ ٹرسٹ یا رجسٹرڈ سوسائٹی ہونے کی پابندی کی بابت خاموشی اختیار کی ہے ۔

وقف املاک پر سے ناجائز قبضہ ہٹانے کیلئے وقف بورڈ کو طاقتور بنانے کی غرض سے جے۔پی۔سی۔ نے ۔ سفارش کی تھی کہ وقف بورڈ کے سی۔ای۔او۔ کو مجسٹریٹ کے اختیارات دئے جائیں۔ ساتھ ہی حکومت

کے جن افسروں کی ناجائز قبضہ ھٹانے کی ذمہ داری ھے اگر وہ وقت سے یا دلجوئی سے اپنا کام نہ کریں تو ان کیلئے جرمانہ ا مقرر کیا جائے۔ جے۔پی۔سی۔ کی ان سفارشوں کا ذکر نہ وقف بل ۲۰۱۰ء میں ھے نہ سلکٹ کمیٹی کی رپورٹ میں۔یہ بھی تشویش کی بات ھے کہ 'وقف پریمسز' (وقف احاطہ) کی تعریف قانون میں موجود نہیں ھے۔ اس کی وجہ سے بہت سے مقدمے وقف بورڈ ھار جاتے ھیں۔ سچر کمیٹی نے ملک گیر تحقیق و عدلیہ کے فیصلوں کے مطالعہ کی بنا پر' وقف پریمسز' کی ایک جامع تعریف تجویز کی تھی۔ اس کا ذکر بھی بل میں اور سلکٹ کمیٹی کی رپورٹ میں نہیں ھے۔

موجودہ وقف قانون میں ایک ٹائپنگ کی غلطی ھے۔ وقف قانون کے سکشن ۳(آر) میں 'واقف' کے بجائے 'وقف' لکھا ھے۔ اس کو درست کرنے کیلئے وزارت اقلیتی امور کے ذریعہ جو ترمیمی تجویز لائی گئی اس میں بلا وجہ ایک شوشہ ڈال دیا گیا۔ بغیرکسی بنیاد ی پس منظرکے اس میں ایک بے موقع عبارتِ شرطی جوڑ دی گئی کہ اگر نسلی تسلسل یا حق جاں نشینی کا سلسلہ ٹوٹ جائے تو اس وقف کا استفادہ 'کمیونٹی' کو ملے گا۔ یہاں لفظ کمیونٹی کی کوئی تعریف نہیں بتائی گئی۔ اس طرح آئندہ عدلیہ کیلئے دروازہ کھول دیا گیا کہ لفظ کمیونٹی کی جو جیسی چاھے تعریف بتا دے ۔اس نئے مجوزہ پیرا کو ھٹانے کیلئے راجیہ سبھا کی سلکٹ کمیٹی نے کوئی تذکرہ اپنی رپورٹ میں نہیں کیا۔ اگر اس پیر اکو برقرار رکھنا ھے تو اس میںلفظ کمیونٹی کی جگہ' مسلم کمیونٹی آف انڈیا' لکھنا ھو گاتاکہ مستقبل میں لفظ کمیونٹی کی ناقص عدالتی ترجمانی کی گنجائش نہ رھے۔

پورا ملک جانتا ھے کہ کرایہ داری کے قانون کا ثقیل جھکائو کرائے دار کے حق میں ھے۔ اس کی وجہ سے اوقاف کی آمدنی زبردست خسارہ میں ھے اور وقف بورڈ ھزاروںمقدمے ھارجاتے ھیں۔اس لئے عرصہ درازسے ملت مانگ کر رھی ھے کہ اوقاف کو کرایہ داری کے قانون سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ لیکن برسوں کی جدوجھد کے بعد بھی اب تک صرف چار صوبوں نے اپنے قانون میں اس بابت ترمیم کی ھے۔ اس رفتار سے پورے ملک میں ایسا یا تو کبھی ھو گا ھی نہیں یا ایسا ھونے میں صدیاں گذریں گی۔ لہٰذا سچر کمیٹی نے کہا کہ مرکزی وقف قانون میں ھی لکھ دیا جائے کہ وقف املاک کرایہ داری کے قانون کی پابند نہیں ھوں گی۔سچر کمیٹی کی سفارشات پر عمل درامد کرنے کیلئے بنائی گئی حکومت ھند کی بین وزارتی کمیٹی نے بھی اپنی رپورٹ میں لکھا کہ کرایہ داری کے صوبائی قوانین کو تاراج کرنے کیلئے مرکزی وقف قانون میں ھی مناسب ترمیم کی جانی چاھئے۔ لیکن وزارت اقلیتی امور و وزارت قانون کے

تین چار افسروں نے مل کر ملت کی اس بھاری بھرکم تجویز کو تہ و بالا کر دیا۔ اب راجیہ سبھا کی سلکٹ کمیٹی کی رپورٹ کے بعد بھی بات وھیں رہی جھاں برسھا برس سے اٹکی ھوی ھے۔ ھونا یہ چاھئے کہ دو وزارتوں کے چار پانچ افسر وں کی رائے ملک کے سولہ کروڑ مسلمانوں ٗ ان کے بھی خواھوں اور قانون داں و دانشور طبقہ کے سامنے لائی جائے ۔ ان کی بھی رائے معلوم کرکے حکومت اور پارلیامنٹ فیصلہ کریں ۔ ورنہ ملک کے اوقاف کاخاطرخواہ استفادہ آگے بھی کبھی ملت کو نھیں مل سکے گا۔

وقف ٹریبیونل کا چئیرمین عام طور پر کسی سول کورٹ کے قائم مقام جج کو اضافی چارج دے کر بنایا جاتا ھے۔سب کو خوب معلوم ھے کہ جج صاحبان کے پاس اپنے عدالتی فرائض انجام دینے کیلئے ھی وقت کم پڑ جاتا ھے۔ لہٰذا سچر کمیٹی نے کھا کہ وقف ٹریبیونل کے چئیرمین اور ممبر کُل وقتی ھونے چاھئیں۔ اس میں جے۔پی۔سی۔ نے جوڑا کہ وقف ٹریبیونل کو کسی بھی مقدمہ کا فیصلہ کرنے کیلئے صرف ایک سال کی مدت دی جانی چاھئے۔ وزارت اقلیتی امور نے ان دونوں سفارشوں کو بغیر کسی توضیح کے نظر انداز کر دیا۔ راجیہ سبھا کی سلکٹ کمیٹی نے بھی اس بابت خاموشی اختیار کی ھے۔

ایسے بے شمار معاملے ھیں کہ کسی جائداد کے عبادت گاہ ھونے اور مذھبی اھمیت کاحامل ھونے کے باوجود وقف بورڈ اور مسلم عوام اس سے استفادہ نھیں‌کر سکتے کیونکہ اسے محفوظ یادگار قرار دے دیا گیا ھے۔ سچر کمیٹی نے کھا کہ ان مقامات کی فھرست کا محکہ آثار قدیمہ کے عھدہ دار اور سنٹرل وقف کائونسل کے ذمہ دار مشترکہ میٹنگ میں سالانہ جائزہ لیں اور ان کی حالت کا مشاھدہ کریں۔کاروائی اور میٹنگ کی روئداد پر دونوں اداروں کے نمائندوں کے دستخط ھوں اور اس کا رکارڈ دونوں اداروں اور متعلقہ وزارتوں میں جمع کیا جائے۔ حق اطلاع قانون کے تحت معلومات کرنے پرپتہ چلا کہ پچھلے پانچ سال میں صرف اتنا ھوا ھے کہ وزارت اقلیتی امور نے متعلقہ دفتروں کو ایک ایک خط لکھ دیا کہ ایسا کرنا چاھئے۔ راجیہ سبھا کی سلکٹ کمیٹی کی رپورٹ میں یہ اھم معاملہ شامل نھیں ھے۔

وقف قانون میں خاطرخواہ ترمیم کی غرض سے ملت اسلامیہ ھند کیلئے یہ وقت بھت زیادہ کام کرنے کا ھے۔ علامہ اقبال کھتے ھیں:

روحِ اُمم کی حیات کشمکشِ انقلاب   جس میں نہ ھو انقلاب موت ھے وہ زندگی۔